Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

یوم — جمعہ ۲۶ر شعبان ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ ۳۰ ماہ شہادت ۱۳۳۳ھش ۳۰ اپریل ۱۹۵۴ء نمبر ۳۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

احباب اپنے پیارے امام کی صحت کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب کی طرف سے حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے۔

ربوہ ۲۸ر اپریل۔ کل حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ ٹمپریچر ۹۸-۲ تک تھا۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں

کولمبو کانفرنس میں شریک ہونیوالے ممالک سے ہندچینی کا نظم ونسق سنبھالنے کی درخواست

فرانسیسی فوجیں اس علاقہ سے نکال لی جائینگی اور متنازعہ علاقہ کا نظم ونسق ایشیائی بلاک کے سپرد کر دیا جائیگا

کولمبو ۲۹ر اپریل۔ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ نے باخبر ذرائع کے حوالہ سے خبر دی ہے کہ جنیوا کانفرنس میں شریک مشرقی اور مغربی ملکوں نے ایشیائی وزرائے اعظم سے جن کی کانفرنس کولمبو میں ہو رہی ہے درخواست کی ہے۔ کہ وہ ہندچینی کا نظم ونسق سنبھال لیں۔ اس منصوبہ کے تحت فرانسیسی فوجیں اس علاقہ سے نکال لی جائیں گی۔ اور متنازعہ علاقہ کا نظم ونسق ایشیائی بلاک کے سپرد کر دیا جائے گا کولمبو میں سرکاری ذرائع سے اس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ رائٹر نے خبر دی ہے کہ کولمبو میں برطانوی ہائی کمشنر نے پانچوں وزرائے اعظم کو برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ایڈن کے خطوط دیئے ہیں۔ جن میں کہا گیا ہے کہ جنیوا کانفرنس میں جو فیصلے کئے جائیں گے پانچوں ایشیائی وزرائے اعظم ان کو عملی جامہ پہنانے میں مدد دیں۔ خط میں کہا گیا ہے۔ کہ انہیں جنیوا کانفرنس کی کارروائی اور فیصلوں سے باخبر رکھا جائے گا۔

ادھر آج کولمبو میں وزرائے اعظم نے غور وخوض کے بعد ہندچینی میں جنگ بند کرنے کی اپیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان وزراء نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ ہندچینی کے معاملہ میں کسی طاقت کو مداخلت نہیں کرنی چاہیئے اور اس بارہ میں جنیوا کانفرنس میں جو معاہدہ طے کیا جائے۔ اقوام متحدہ اس پر اپنی نگرانی میں عمل درآمد کرائے۔

عراق میں ایک آزاد رکن ارشد علی العمیری نے نئی وزارت بنالی

بغداد ۲۹ر اپریل۔ عراق کے ایک آزاد ممبر ارشد علی العمیری نے عراق میں نئی حکومت بنالی ہے۔ آپ ایک سابق وزیر اعظم ہیں۔ اور وزیر دفاع اور بغداد کے میئر بھی رہ چکے ہیں۔ آپ کی کابینہ آج کسی وقت حلف اٹھائے گی۔ آپ کی کابینہ میں ڈاکٹر فاضل جمالی اور ان کی کابینہ کے تین ارکان بھی شامل ہیں۔ ڈاکٹر فاضل جمالی نے پچھلے ہفتہ پارلیمنٹ میں شدید نکتہ چینی کی بنا پر استعفےٰ دے دیا تھا:

وزیر خارجہ فرانس کا خاص ایلچی باؤ ڈائی کے پاس روانہ ہو گیا

جنیوا ۲۹ر اپریل۔ فرانس کے وزیر خارجہ موسیو بیدولے نے آج ایک خاص ایلچی کو شہنشاہ باؤ ڈائی کے پاس ایک خط دے کر بھیجا ہے۔ جس میں ان سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ مجوزہ بات چیت میں ویٹ منہ کے نمائندوں کو شریک کرنے پر رضامند ہو جائیں۔ ادھر جنیوا کانفرنس میں کوریا کی لڑائی میں حصہ لینے والے سولہ ملکوں نے کمیونسٹوں کی اس تجویز کو مسترد کر دیا کہ کوریا کو متحد کرنے کی غرض سے وہاں سے تمام غیر ملکی فوجیں واپس بلالی جائیں۔ اور پھر آزادانہ انتخابات کرائے جائیں۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس پہلے ہی اس تجویز کو مسترد کر چکے ہیں ؛

پسماندہ ملکوں میں سرمایہ لگانے کے لئے

اقتصادی اور معاشرتی کونسل کی قرارداد

نیویارک ۲۹ر اپریل۔ اقوام متحدہ کی اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پسماندہ ملکوں میں سرمایہ لگانے کے لئے نجی سرمایہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ قرارداد پاکستان اور دوسرے پانچ ملکوں نے پیش کی تھی۔ قرارداد میں یہ بھی سفارش کی گئی ہے کہ پسماندہ ملکوں کو اپنی داخلی پالیسی پر نظرثانی کرنی چاہیئے تاکہ ان میں بیرونی سرمایہ لگ سکے

مارشل لا کے بعض اسیروں کو عنقریب رہا کر دیا جائیگا

کراچی ۲۹ر اپریل۔ مارشل لا کے بعض اسیروں کو چند دن تک رہا کر دیا جائے گا۔ آج کراچی کے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ کچھ عرصہ سے حکومت پاکستان مارشل لا کے اسیروں کی رہائی کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ چونکہ پنجاب میں عام حالات نمایاں طور پر بہتر ہو گئے ہیں۔ اس لئے حکومت پاکستان نے حکومت پنجاب کے مشورے سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان اسیروں کو جو تشدد کرنے کے مرتکب نہیں ہیں رہا کر دیا جائے۔ اس فیصلہ کی رو سے ان ۱۲۷ اسیروں میں سے جو مارشل لا کے تحت قید ہیں بیشتر کو چند دن تک فیڈرل کورٹ کے ایک جج سے مشورہ کے بعد رہا کر دیا جائیگا

والیٔ سوات کو دستور ساز اسمبلی کا ممبر نامزد کر دیا گیا

کراچی ۲۹ر اپریل۔ والیٔ سوات بریگیڈیر جہانزیب کو مجلس دستور ساز کا ممبر نامزد کیا گیا ہے۔ آپ تمام شمال مغربی سرحدی ریاستوں کی نمائندگی کریں گے ؛

ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ خطرناک

کولمبو ۲۹ر اپریل وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے کہا ہے کہ اس وقت بنی نوع انسان کو ایک ایسے مسلک کا سامنا ہے جو خدا کی ہستی پر یقین نہیں رکھتا۔ اس مسلک کے پیرو مذہبی لوگوں سے زیادہ جوش رکھتے ہیں۔ اور ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ خطرہ کا باعث ہے۔ آپ نے کہا یہ مسلک مذہبی روحانی اور اخلاقی قدروں کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام اہلِ کتاب لوگوں کو متحد ہونا ضروری ہے۔ آپ نے کولمبو میں لنکا کے مذہبی اداروں کی دعوت کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

گورنر جنرل اور گورنروں کا عزم پشاور

راولپنڈی ۲۹ر اپریل گورنر جنرل مسٹر غلام محمد گورنر مشرقی بنگال چوہدری خلیق الزمان گورنروں کی کانفرنسوں میں شامل ہونے کے لئے آج پشاور جاتے ہوئے راولپنڈی میں ٹھہرے جہاں گورنر جنرل نے تحفظ افکار النساء گرلز سکول کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد وہ پشاور روانہ ہو گئے گورنر پنجاب میاں امین الدین بھی آج لاہور سے پشاور روانہ ہو گئے۔ گورنر سندھ مسٹر حبیب رحمۃ اللہ نے اپنی روانگی منسوخ کر دی ہے۔

کراچی میں شہری دفاع کی کانفرنس

کراچی ۲۹ر اپریل۔ کل کراچی میں وزیر داخلہ مسٹر مشتاق احمد گورمانی پاکستان کے شہری دفاع کی کانفرنس کا افتتاح کریں گے ؛

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور

آج مورخہ ۳۰ر اپریل ۵۴ء بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ لاہور مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور کی زیرنگرانی ضلع لاہور کے لئے قائد کا انتخاب عمل میں آئے گا۔ جملہ مجالس ضلع لاہور کے قائدین کرام وقت مقررہ پر مسجد احمدیہ لاہور میں تشریف لے آئیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے الفضل پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے چند سوالات کے جوابات

ایک دوست کے چند سوالوں کے جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمائے ہیں۔ سوالات اور حضور کی طرف سے ان کے جواب درج ذیل ہیں:-

(۱) سوال:- اگر کوئی غیر احمدی جو مکفر نہ ہو مرجاتا ہے۔ تو راقم میت کے عزیز و اقارب کے ہمراہ قبر وغیرہ کھودنے چلا جاتا ہے۔ نماز جنازہ نہیں پڑھتا۔ لحد میں میت اتارنے کے بعد غیر احمدی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں جسے فاتحہ خوانی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ راقم بھی اس دعا میں شامل ہوجاتا ہے کیا یہ ناجائز ہے؟

جواب:- غیر مکفر کی قبر پہ دعا جائز ہے۔

(۲) سوال:- اگر کوئی غیر احمدی مرجائے۔ تو کیا تعزیت کے لئے پسماندگان کے پاس جانا احمدیوں کے لئے جائز ہے؟

جواب:- جائز بھی نہیں پسندیدہ ہے۔

(۳) سوال:- کیا شب برات کے روز حلوہ مانڈہ وغیرہ تیار کرنا احمدیوں کے لئے جائز ہے؟

جواب:- نہیں یہ بدعت ہے۔

(۴) سوال:- مکفر کی صحیح تعریف کیا ہے؟

جواب:- ہر غیر احمدی مکفر نہیں وہ متردد یا خاموش ہے۔ جو کہتا ہے کہ مرزا صاحب کافر ہیں۔ وہ مکفر ہے۔

(۵) سوال:- نکاح خوانی کے بعد برکت کے لئے دعا کرنا (اگر دولہا اور دلہن غیر احمدی ہوں) ناجائز ہے؟

جواب:- جائز ہے بلکہ دعا غیر مسلم کے لئے بھی جائز ہے۔ اور نکاح پر دعا تو حق انسانیت ہے

(۶) سوال: کیا غیر احمدی میت کے لئے فاتحہ پڑھنا ناجائز ہے۔ اگر ناجائز ہے؟ تو نماز میں دعا "ربنا غفرلی ولوالدی" پڑھنے کا کیا مقصد ہے؟

جواب:- دعا کرنا جائز ہے۔ فاتحہ کا تعلق مردہ سے نہیں وہ تو زندہ سے متعلق ہے۔

نیز اس دوست نے ایک دوسرے احمدی کے متعلق لکھا ہے کہ اسکو تنبیہہ کردی جائے کہ وہ کسی غیر احمدی کے مرجانے پر میت کے رشتہ داروں کے ساتھ قبر وغیرہ کھودنے میں تعاون کیا کریں تاکہ غیر احمدی ہم احمدیوں سے متنفر نہ ہوں۔ حضور نے اسکے جواب میں فرمایا کہ "تنفر کے ڈر سے کوئی کام کرنا اچھا نہیں۔ انسانی حقوق کے خیال سے یہ کام کرنے چاہئیں۔ اپنے بھائیوں کی امداد عین اسلام ہے"۔

درخواستہائے دعا

(۱) مکرمی مولوی قمرالدین صاحب انسپکٹر تعلیم و تربیت کی اہلیہ صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ آجکل لاہور میں ایچی سن ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اب پہلے کی نسبت کچھ افاقہ ہے احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ (۲) مجھے بواسیر اور بھگندر کی سخت تکلیف ہے بہت سے علاج آزما ہو چکا ہوں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ احباب دردِ دل سے صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز اگر کسی دوست کو مفید اور تجربہ شدہ علاج معلوم ہو ازراہ احسان اطلاع دیں۔ (نسیم معرفت ملک عبدالوحید سیتیم کوارٹر نمبر ۹-ڈی گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز ملتان روڈ لاہور)

(۳) بی ایس سی کے امتحان میں سے خاکسار کا ایک پرچہ کیمسٹری کا رہ گیا تھا۔ جس کا اب امتحان دے رہا ہوں احباب میری نمایاں کامیابی کے دعا فرمائیں (جلال الدین احمد ابن کیپٹن نواب دین صاحب دھرم پورہ لاہور)

(۴) ہم آجکل کاروباری مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اس سلسلے میں ایک مقدمہ بھی درپیش ہے۔ احباب مقدمہ میں کامیابی اور مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکساران شیخ سراج دین، فضل کریم کپور تھلہ والے ازگوجرانوالہ)

(۵) میری ہمشیرہ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ ہیڈ مسٹرس احمدیہ گرلز ہائی سکول سیالکوٹ عرصہ دراز سے بیمار ہیں گو پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ لیکن بیماری اس حد تک موجود ہے کہ اپنے فرائض کو سرانجام نہیں دے سکتیں۔ احباب جماعت ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار قریشی فصیح الدین جمیل

(۶) میرا لڑکا عزیز محمد ابراہیم بعارضہ تپ و کھانسی بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ مولا کریم صحت عطا فرمائے۔
شیخ غلام رسول سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

احباب اپنے بچے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل کرائیں

احباب کو معلوم ہے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ موسم بہار کی تعطیلات کے بعد ۱۹ اپریل سے کھل چکا ہے۔ اور پڑھائی باقاعدہ شروع ہوچکی ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ جن بچوں کو سکول میں داخل کرانا مقصود ہو۔ ان کو بہت جلد یہاں بھجوادیں۔ ویسے جو بچے اب تک میرے پاس داخلہ کے لئے آئے ہیں۔ ان سے اندازہ لگا کر میری طبیعت پر یہ اثر ہے کہ اکثر احباب صرف ایسے ہی طلباء کو یہاں بھجواتے ہیں۔ جن کو باہر کوئی سکول داخل نہیں کرتا۔ جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہونہار بچوں کی کمی نہیں۔ اگر احباب قربانی کرکے اچھے بچوں کو بھی یہاں داخل کروانے کا اہتمام کریں۔ تو ہم انشاء اللہ اپنے بچوں میں جلا پیدا کرسکیں گے۔ اور اس طرح احباب کے تعاون سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مرکزی ادارہ کی شہرت میں اضافہ ہوسکتا ہے

(ہیڈ ماسٹر)

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشائے مبارک کے ماتحت جاری کی گئی ہے۔ اور اس کمپنی کے قیام کا سب سے بڑا مقصد ہر قسم کا اسلامی لٹریچر تیار کرنا ہے۔ قرآن مجید کا صحیح ترجمہ اور تفسیر اور قرآن مجید کے مشکل مقامات کا حل اور دیگر علوم قرآنیہ کی اشاعت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات اور کتب احادیث کی طباعت۔ نیز بانئے جماعت احمدیہ کے ملفوظات اور آپ کی تحریرات سے موجودہ مفاسد کا حل اور مغربی مصنفین کے اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید پر اعتراضات کے جوابات نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور بزرگان امت محمدیہ کے سوانح اور قدیم مسلمانوں کے کارنامے اور اسلامی مسائل وغیرہ۔ غرضیکہ ہر قسم کا اسلامی لٹریچر جو مسلمانوں کی علمی اور ثقافتی اور تمدنی ترقی کا باعث ہو یہ کمپنی مہیا کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اسی طرح یہ کمپنی پچاس پچاس صفحات کے رسائل کا ایک سلسلہ شروع کرے گی۔ جن میں ایسے مسائل پر بحث ہوگی۔ مثلاً حقیقت یا جوج ماجوج ہاروت ماروت کون تھے۔ قرآن مجید میں جنوں کا ذکر۔ قرآنی قسموں کی حقیقت وغیرہ۔

۲- ہر حصہ جو بیس روپے مالیتی کا ہے۔ فی الحال اس سے درخواست فارم کے ساتھ دو روپیہ اور تین روپیہ الاٹمنٹ کے لئے کل پانچ روپے کی ادائیگی کا مطالبہ ہے۔ باقی بھی پانچ پانچ روپے کی قسط ہوگی۔ جس کا بوقت ضرورت مطالبہ کیا جائے گا۔

۳- چونکہ کمپنی ایسا اسلامی لٹریچر تیار کرے گی۔ جو سب مسلمان بھائیوں کی ہدایت اور ترقی کا موجب ہوگا۔ اور غیر مسلموں پہ اسلام کی حقانیت اور صداقت ظاہر کرنے کا باعث ہوگا۔ اسلئے جو دوست اس کمپنی میں حصہ لیں گے۔ وہ یقیناً خدا تعالیٰ سے بھی اجر پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ دوستوں کو اس نیکی کے کام میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین

جو دوست درخواست فارم حاصل کرنا چاہئیں۔ وہ دفتر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ ضلع جھنگ سے حاصل کرسکتے ہیں۔ (جلال الدین شمس چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز)

عہدہ داران جماعت توجہ فرماویں

دور اول کے وہ احباب جن کے ذمہ گذشتہ سالوں کا بقایا ہے۔ وہ مقامی جماعت میں چندہ ادا کر رہے ہیں۔ ہر ایک جماعت کے کارکن کو یاد رہے کہ وہ مرکز میں روپیہ ارسال کرتے وقت بقایا جس سال کی بابت دیا گیا ہے۔ اپنی تفصیل میں اس کا بھی نوٹ کردیں۔ تا رقم کا اندراج صحیح ہوسکے۔

نیز پہلے دور کا ہر مجاہد نوٹ کرے۔ کہ اس کا نام فہرست میں اسی صورت میں آئے گا جب کہ انہوں نے متواتر انیس ۱۹ سال تک اشاعت اسلام میں مدد دی ہو۔ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

(۷) بندہ کی ہمشیرہ عرصہ دراز سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ شیخ محمد امین عاجز کپورتھلوی گوجرانوالہ

(۸) محمد حسین صاحب سکرٹری مال جماعت احمدیہ ڈچکوٹ اوداوالی چک نمبر ۱۶۷ ضلع لائلپور تین ماہ سے پیچش کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (۹) میری اہلیہ صاحبہ ایک مدت سے بواسیر کی مرض میں مبتلا ہیں تکلیف دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ مولا کریم جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (شیخ فضل محمد بزاز صدر بازار اوکاڑہ)

روز نامہ الفضل لاہور
مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۵۴ء

لسانی تنازعہ

اس کے متعلق اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اردو زبان ہندوستان کے اصلی باشندوں اور شمال کی طرف سے باہر سے آنے والے لوگوں کے باہمی میل جول سے پیدا ہوئی تھی۔ جب انگریزوں کا ہندوستان پر تسلط ہو گیا۔ تو انہوں نے اسی وجہ سے اردو ہی کو یہاں کی لوکل زبان سمجھ کر اسے ترقی دینے کی کوشش کی۔ چنانچہ سب سے پہلے کلکتہ میں جو مغربی بنگال میں واقع ہے۔ ایک انگریز کی سرپرستی میں اردو کا ڈیمی کھولی گئی۔ جس میں دوسرے کاموں کے علاوہ بعض کتابیں آسان اور سلیس اردو میں تصنیف کی گئیں۔ جن میں سے ایک میر امّن کی باغ و بہار بھی ہے۔ بعد میں جب ہندوؤں اور مسلمانوں میں تہذیبی و ثقافتی اختلافات کے جذبات عیاں ہونے لگے۔ تو بعض ہندوؤں نے ہندی بھاشا کا ایک الگ محاذ قائم کر لیا۔ اور ان کے اس فعل کی وجہ سے اردو کو صرف مسلمانوں کی زبان بیان کیا جانے لگا۔ اور مسلمانوں نے بھی بعد میں جو رویہ اختیار کیا۔ وہ تقریباً اسی قسم کا تھا۔ کہ گویا اردو خالص مسلمانوں کی زبان ہے۔ حالانکہ اب بھی اردو میں ۶۰ فی صدی سے زیادہ الفاظ لوکل زبان کے ہیں۔ تقریباً تمام فعل۔ ایک بہت بڑی تعداد اسماء کی۔ ایک بڑی تعداد حروف کی۔ جملوں کی ساخت وغیرہ تو بالکل وہی ہے جو ہندی کی ہے اس کے باوجود متعصب ہندوؤں نے اردو کو خالص مسلمانوں کی زبان قرار دے کر شدھ ہندی کا پرچار شروع کر دیا۔ ان کی اصل غرض اس سے شاید یہ تھی۔ کہ وہ فارسی اور عربی کے الفاظ سے نفرت کرتے تھے۔ اور اگرچہ اردو میں اکثریت ہندی کے الفاظ کی تھی۔ انہوں نے اس مشترکہ زبان کو محض اس وجہ سے بدیشی زبان قرار دے دیا۔ کہ اس میں فارسی اور عربی کے الفاظ ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ خود ان لوگوں کی بولی بھی وہی تھی۔ جو مسلمانوں کی تھی۔ مگر بعد میں لکھنے میں اس بات کا اہتمام کیا جانے لگا۔ کہ فارسی اور عربی کے صرف ایسے الفاظ ہندی میں رہ جائیں۔ جن کے بغیر کام بالکل نہ چل سکتا تھا۔

اردو ہندی کا فتنہ اگرچہ ہندوؤں نے اٹھایا تھا۔ مگر جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اس تفریق کو تسلیم کر لیا۔ اور وہ بھی عموماً اردو کو صرف مسلمانوں کی زبان سمجھنے لگے۔ یہ تفریق بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اردو اور ہندی کے دو متحارب گروہ بن گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جن وجوہات کی بناء پر تقسیم ملک ہوئی۔ اردو ہندی کی تفریق بھی ان میں سے ایک اہم وجہ تھی۔ چنانچہ بھارت نے فوراً ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا۔ جو اس بات کو اور واضح کرتا ہے۔ کہ اردو ہندی کا جھگڑا اٹھانے والے دراصل ہندی نواز ہندو ہی تھے۔ اور مسلمانوں نے اردو کو محض اس وجہ سے اپنی قومی زبان بیان کرنا شروع کر دیا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اردو میں عربی اور فارسی کے کچھ الفاظ اس طرح داخل ہو گئے ہیں۔ کہ انہیں حذف نہیں کیا جا سکتا۔ مگر جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ اب بھی سلیس اردو میں لوکل زبان کے الفاظ فارسی عربی الفاظ سے بہت زیادہ ہیں۔ اور زمین تو سراسر لوکل زبان کی ہے۔ جس میں ہندی اردو سے اشتراک رکھتی ہے۔ لہذا اردو ہندی کا نزاع ایک ایسا نزاع تھا جس نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ تفریق پیدا کر دی۔ اور دوسرے متنازعہ مسائل سے مل کر ملک کی تقسیم کا باعث ہوا۔

ہمیں ڈر ہے کہ اردو اور بنگلہ کا نزاع بھی جو پاکستان کے دو حصوں میں چل رہا ہے۔ کہیں دوسرے نزاعی مسائل سے مل کر دونوں بازوؤں میں خدانخواستہ ایسی صورت نہ اختیار کر جائے۔ کہ یہ دونوں حصے جو پہلے ہی فاصلہ و بُعد کی وجہ سے باہم غیر مانوس ہیں۔ بالآخر بالکل ہی ایک دوسرے سے غیر مانوس ہو کر نہ رہ جائیں۔ چنانچہ یہ خطرہ شروع بھی ہو چکا ہے۔ اور بنگالیوں کا زیادہ اختیارات کا مطالبہ خدانخواستہ اس خلیج کو وسیع تر کرنے کا کہیں پہلا قدم ثابت نہ ہو۔ پاک پنجاب کے وزیر اعظم ملک فیروز خاں نون نے اپنی کل کی پریس کانفرنس میں جو فرمایا ہے۔ کہ بنگالیوں کو زیادہ اختیارات دے دینے چاہئیں اور مغربی پاکستان باہم ایک کنفڈریشن سی بنالے۔ اسی خطرہ کا پیش خیمہ معلوم ہوتا ہے۔

دونوں بازوؤں میں جو بُعد و فاصلہ ہے اس کو مٹانے کا واحد ذریعہ یہی تھا۔ کہ ہم دونوں بازوؤں میں ایسے حالات پیدا کرتے کہ دونوں میں مشترکہ باتیں زیادہ سے زیادہ پیدا ہو جاتیں واحد مذہب بے شک اشتراک کی ایک بڑی بھاری وجہ ہے۔ مگر وحدت دین کو تقویت اس حالت میں پہنچ سکتی ہے۔ کہ ہم مزید مشترکہ باتیں پیدا کرتے چلے جائیں۔ وحدت زبان ان میں سے ایک بہت اہم چیز تھی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ فی الحال یہ چیز مفقود ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ایسی صورت میں کہ اردو کے ساتھ بنگلہ کو سرکاری زبان تسلیم کرنا ناگزیر ہو گیا ہے تو ہمیں پھر بھی ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔ اور کوئی ایسے اقدامات لینے چاہئیں۔ کہ دونوں بازو آج نہیں تو کل کل نہیں تو پرسوں ایک زبان پر خود بخود رضامند ہو جائیں۔ یا ایسی تدابیر اختیار کرنا چاہیں۔ کہ دونوں بازوؤں میں غیر محسوس طور پر خود بخود ایک ہی زبان نشو و نما پا جائے۔ ہم نے اس کے لئے کئی ماہ ہوئے المصلح کراچی میں بنگلہ کو فارسی رسم الخط میں لکھے جانے کی تجویز پیش کی تھی۔ آج بہت سے لوگوں کی یہ رائے ہے۔ کہ اگر اردو کے ساتھ بنگلہ کو بھی سرکاری زبان تسلیم کرنا ہے۔ تو کم از کم بنگلہ کو فارسی رسم الخط اختیار کرنے پر زور دینا چاہیئے۔ اگر ایسا ہو جائے۔ تو ہمیں یقین ہے۔ کہ اردو اور بنگلہ کسی نہ کسی دن ایک ہی سانچے میں ڈھل جائیں گی۔ اور اس طرح جو زبان معرض وجود میں آئے گی۔ وہ دونوں بازوؤں کے لئے واحد سرکاری زبان خود بخود بن سکے گی۔

اردو اور ہندی کے امتیازی رسم الخط کا امتیاز بھی دونوں میں بہت بڑا باعث تفریق ہوا۔ جو آخر دو الگ زبانوں کی صورت اختیار کر گیا۔ اگر بنگلہ کے حامی محض اس وجہ سے کہ انہیں بھی اپنی زبان سے اسی طرح محبت ہے جس طرح پنجابیوں کو پنجابی سے۔ سندھیوں کو سندھی سے اور پٹھانوں کو پشتو سے محبت ہے۔ تو یہ امر بنگلہ کو فارسی رسم الخط اختیار کرنے میں ترغیب کا باعث ہونا چاہیئے۔ کیونکہ پنجابی۔ سندھی اور پشتو ذرا ذرا سے تغیر کے ساتھ فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں۔ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ بنگالی مسلمان جن کو اسلام اور اسلامی ممالک کے معاشرہ سے ہم سے کچھ کم محبت نہیں۔ وہ فارسی رسم الخط اختیار کرنے سے گریز کریں گے۔ اس سے نہ صرف مغربی پاکستان کی زبانوں سے ظاہرا اشتراک ہو جائے گا۔ بلکہ اکثر اسلامی ممالک کے ساتھ بھی اشتراک پیدا ہو جائے گا۔ اور ہماری رائے تو یہ ہے۔ کہ دیگر اسلامی ممالک کو بھی جن میں کوئی اور رسم الخط رائج ہو۔ یہی ایک رسم الخط اختیار کر لینا چاہیئے۔ بلکہ تمام ایشیائی ممالک اگر ایک کانفرنس بلا کر ایک ہی رسم الخط اختیار کر لیں۔ جو یقیناً عربی اور فارسی رسم الخط ہی ہو سکتا ہے۔ تو ایشیا کی اقوام میں بھی ایک قسم کا لسانی اشتراک پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جو فوائد سے خالی نہیں۔

سنو!

نہیں ہے سوزشِ پنہاں تو کارِ عقل و دلیل
اک انتشارِ مسلسل اک اضطرابِ طویل

مٹا دیا ہے تو نے سوالِ ہستیٔ و ہوش
فقیہہ آج بھی ہے درپئے زیاد و قلیل

مزے ہیں سیل و تموّج سے کوئی کم تو نہیں
سبک روانیٔ کشتی و ناخدائے جمیل

غلط ہے عشق کی منزل میں صورت من و تو
عبث ہے راہِ محبت میں بحثِ مثل و مثیل

میں دل شکستہ ہوں ناآشنائے تلخیٔ مے
ہے تلخیوں کا خزانہ تو صورِ اسرافیل

اٹھو کہ وقت ٹھہرتا نہیں کسی کے لئے
سنو! کہ آ ہی نہ جائے کہیں ندائے رحیل

(صاحبزادہ) مرزا حنیف احمد

فلسفہ احکام اسلام

حیات بعد الموت کا اسلامی نظریہ اور علوم جدیدہ

(۵)

(از میجر ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب پشاور)

وفات کے بعد انسانی جسم کے ساتھ مختلف قومیں اور افراد مختلف سلوک کرتے ہیں۔ مگر ان سب کے اندر یہ طبعی جذبہ ضرور پایا جاتا ہے۔ کہ انسانی نعش کا باوجود اس کے بے جان ہونے کے احترام ضروری ہے۔ وحشی اقوام سے لے کر متمدن ترین اقوام تک سب ہی کسی نہ کسی طریق سے مُردے کو عزت کے ساتھ رخصت کرنے کی فطری خواہش رکھتی ہیں۔ یہ طبعی جذبہ بھی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ہر انسان دل میں یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد ضرور کوئی زندگی ہے۔ اسی کی طرف فرقان حمید کی یہ آیت ثم اماتہٗ و اقبرہٗ۔ ثم اذا شاء انشرہ (عبس) اشارہ فرما رہی ہے۔ گویا موت بھی اللہ تعالےٰ کے احسانوں میں سے ایک عظیم احسان ہے۔ اقبرہٗ کے یہ معنی یہاں پر چسپاں نہیں ہوتے۔ کہ ہر انسان کو مادی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو قبر میں داخل نہیں کئے جاتے۔ بہت سی قوموں میں دفن کرنے کا رواج ہی نہیں ہے۔ اس کے ایک معنی عالم برزخ والی قبر کے بھی ہیں۔ مگر یہ معنی مخالف زیر بحث نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہمارے پاس اس کا کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے۔ کہ مخالف بھی اس قبر کو اس دنیا میں دیکھ سکے۔ پس اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ انسانی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے یہ احساس رکھ دیا ہے۔ کہ وہ اپنے مُردوں کو باعزت طور پر ڈھانپ دیں۔ خواہ وہ قبر ہو یا کوئی اور طریق۔ جس سے مردہ جسم افتراق اور تحلیل کے ابدی قانون کو پورا کرے۔

مختلف قوموں کے مردہ دفن کرنے کے طریق

مُردوں کو دفن کرنے والی بڑی قومیں مسلمان عیسائی اور یہود ہیں۔ جو مذہبًا انسانی لاشوں کو دفن کرتی ہیں۔ افریقہ کے بعض حبشی قبائل بھی مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ مگر یہ پرانی قبائلی رسم کی وجہ سے ہے۔ جس کی ابتداء فطری مذہب کی بنا پر ہوئی تھی۔ جاپانی لوگ بھی بالعموم مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے قیام جاپان کے دوران میں دیکھا۔ کہ ان کی قبریں زیادہ لمبی نہ تھیں۔ پہلے میں نے خیال کیا۔ کہ جاپانی چونکہ قد کے ٹھگنے ہوتے ہیں۔ اس لئے قبر بہت چھوٹی ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا۔ کہ اسکی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ وہ مُردوں کو ہماری طرح لٹا کر دفن نہیں کرتے۔ بلکہ وہ نعش کو نیم رکوع کی حالت میں (اکڑوں) کھڑا رکھتے ہیں۔ ان کا یہ طریق بھی بعث بعد الموت کے عقیدہ کی بنا پر ہی ہے۔ کہ نیم رکوع حالت سے قبر سے اٹھنے میں آسانی ہو۔ اور دیر نہ لگے۔

مشرک لوگ (ہنود) بالعموم مُردوں کو جلاتے ہیں اور پھر ان کی راکھ کو کسی متبرک دریا میں بہا دیتے ہیں۔ پارسی لوگ اپنے مُردوں کو ایک محفوظ مقام پر (جس کو مینار خاموشی کہتے ہیں) رکھ کر چلے آتے ہیں۔ اس موقع پر کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ وہاں پر بہت سی مردہ خور گدھیں جمع ہوتی ہیں۔ جو اس مُردے کے گوشت کو منٹوں میں نوچ نوچ کر کھا جاتی ہیں۔ اس کے بعد ہڈیوں کو اس چبوترے سے جمع کر کے ایک گڑھے میں ڈالتے جاتے ہیں۔ جس میں چونا اور تیزاب ہوتا ہے جو ان کو گلا دیتا ہے۔ ایسے مینار صرف بڑے بڑے شہروں کراچی۔ بمبئی وغیرہ میں ہیں۔ اور جہاں پر ایسا انتظام نہ ہو۔ وہاں پر پارسی لوگ بھی مسلمانوں کی طرح مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔

(یا اگر توفیق ہو۔ تو نعش کو کراچی یا بمبئی لے جاتے ہیں) کیونکہ بوجہ آتش پرست ہونے کے وہ مردوں کو جلا نہیں سکتے ابتدا میں ایران میں یہ لوگ مردوں کو بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر چھوڑ آیا کرتے تھے۔ جہاں سورج کی سخت تپش سے لاشیں سوکھ جاتی تھیں۔

بعض حبشی قبائل اپنے مُردوں کو جنگلی درندوں (لگڑ بگڑ یا چرغ) کو کھلا دیتے ہیں۔ اور وہ یہ کام اس خوف سے کرتے ہیں۔ کہ مُردے کی روح واپس گھر میں نہ آ جائے۔ ملک گنی کے بعض قبائل مُردوں کو سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ جام جادیل قبیلہ کے لوگ اپنے مُردے جانوروں کو کھلا دیتے ہیں۔ اس کا باعث ان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جن کو جانور کھا جائیں۔ وہ اگلے جہان میں نفیس جانوروں کے مالک ہوں گے۔ ڈاھومی (مغربی افریقہ) کے لوگ اپنے ان مُردوں کو جو بجلی سے ہلاک ہو جائیں۔ سکاٹ کرنے والے راہباؤں کو کھلا دیتے ہیں۔ پرانے مصر میں مُردوں کو ممی بنانے کا رواج تھا۔ بعض متمول یورپین اور امریکن لوگ (معروف طریق دفن کے خلاف جو بوجہ عیسائی ہونے کے ان میں صدیوں سے چلا آتا ہے) بجلی سے مُردوں کو راکھ کرا دیتے ہیں۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ خود ایسی وصیت کر جائیں۔ اور ضروری اخراجات ورثاء کے سپرد کر دیں۔

یہ تو ہوئے معروف طریق مُردوں کو سپرد خاک کرنے یا قبر میں ڈالنے کے۔ ان کے علاوہ بعض حوادثات میں جن کا شکار بعض دفعہ انسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً دخانی جہاز میں اگر کوئی مسافر فوت ہو جائے۔ تو اس کی لاش کو لوہے یا پتھر سے باندھ کر سمندر میں ڈال دیتے ہیں۔ صرف اس موقع پر جہاز کو ٹھیرانے یا رخ بدلنے کی اجازت ہوتی ہے۔ وہ بھی صرف اس لئے کہ چپوؤں (پروپیلرز) کی گردش سے لاش کٹ نہ جائے۔ یا بعض دفعہ انسان ڈوب کر پانی میں گل سڑ جاتا ہے۔ بعض کو بلجیئن کانگو کے آدم خور قبائل یا آبی جانور وہیل مچھلی شارک اور مگرمچھ وغیرہ کھا جاتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ کسی ہوائی حادثہ بم یا تارپیڈو لگنے سے انسانی جسم جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ یا پس کر قیمہ ہو جاتا ہے۔ یا اس کے جسم کے ٹکڑے ہو کر میلوں تک بکھر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ نعش کا شناخت کرنا یا اعضاء کو جمع کر کے جلانا یا دفن کرنا بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض لاوارث مریض یا قیدی طبعی موت یا پھانسی کے بعد میڈیکل کالج کے طالب علموں کے ہاتھوں چیرے پھاڑے جاتے ہیں۔

بہر حال جو بھی معروف طریق انسانی جسم کو "سپرد خاک" کرنے کے ہیں۔ ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسانی فطرت میں یہ احساس موجود ہے۔ کہ مُردوں کے جسم کو تحقیر کے ساتھ پھینکا نہ جائے۔ یعنی اس کا مناسب احترام کیا جائے۔ گو حیوان بھی بہت سی باتوں میں انسان سے ملتے ہیں۔ مثلاً کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ مرنا وغیرہ مگر اس امر میں انسان دوسروں سے ممتاز اور منفرد ہے۔ کہ جانوروں میں یہ مادہ نہیں رکھا گیا۔ کہ وہ مردہ جانوروں کی لاشوں کو دفنائیں۔ لیکن انسان اپنے مُردوں کو ایسی طرز پر ٹھکانے نہیں لگاتا۔ جس سے لاش کے اعزاز میں فرق آئے۔ پس یہ مُردوں کا اعزاز اور ان کا احترام جو فطرتِ انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے۔ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ انسانی زندگی موت کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتی۔ ورنہ اگر اخروی زندگی کوئی نہیں ہے۔ تو اس اعزاز کی ضرورت کیا تھی۔ نعش تو ایک بے جان لاشہ ہے۔ جس طرح چاہو پھینک دو۔ خواہ وہ گندی نالی میں پڑی گل سڑ جائے۔ یا اس کو کتے کھا جائیں۔ کوئی فرق نہ تھا۔ یہ آئندہ زندگی کا احساس ہی ہے۔ جو دلوں میں یہ خواہش پیدا کرتا ہے۔ کہ مُردوں کا احترام کیا جائے۔ اور ان کو عزت کے ساتھ ڈھانپ دیا جائے۔ خواہ اس کی صورت کوئی ہو۔ تم اس کو مٹی میں دفن کر دو۔ آگ میں جلا دو۔ بجلی سے راکھ کر دو۔ چیلوں کو کھلا دو۔ سمندر میں پھینک دو۔ بہر حال انسان یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کی لاش کی بے حرمتی کی جائے۔ چنانچہ جنگوں میں شدید دشمن کی لاش بھی دفن کر دینے کا رواج ہے۔ (سوائے اس کے کہ کوئی شقی القلب سخت کینہ کی وجہ سے کسی دشمن کی لاش کی بے حرمتی مثلہ کر کے کرے) ورنہ عام طریق یہی ہے۔ اور اسلام اور بین الاقوامی قانون بھی یہی حکم دیتا ہے۔ کہ سب جنگی مُردوں کو احترام کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ پس یہ احساس جو سب انسانوں کے دل میں ہے۔ (گو یہ ادنیٰ سا احساس ہے) تاہم یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ہر انسان مرنے کے بعد کی زندگی کا دل سے اقراری ہے۔ خواہ وہ زبان سے اس کا انکار ہی کرتا ہو۔ پس ثابت ہوا۔ کہ یہ زندگی موت کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اس موت کے ساتھ ہی کسی نئی حیات کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اور انسان نہیں چاہتا۔ کہ اس زندگی کے کوچہ میں داخل کرتے وقت انسانی جسم کی (جو بے شک بے جان ہی ہوتا ہے) بے حرمتی کی جائے۔

آج مادہ پرستی کے زمانہ میں جب مُردوں کو احترام سے سپرد خاک کرنے کے متعلق کسی سے دریافت کیا جائے۔ تو وہ اس فطری احساس کو دبانے کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ ہم حفظانِ صحت عامہ (Sanitation) کے خیال سے مُردوں کو دفن کرتے جلاتے یا چیلوں کو کھلاتے ہیں۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ یہ خیال بعد میں پیدا ہوا ہے۔ ابتداء میں جب ان کے آباؤ اجداد نے یہ طریق جاری کئے تھے۔ تو اس وقت اُخروی زندگی والا فطری احساس ہی اس کا موجب ہوا تھا۔ ورنہ کیا مردوں کو مینارِ خاموشی میں رکھ کر چیلوں کو کھلانا۔ جلانا یا بجلی سے راکھ کرنا زیادہ حفظانِ صحتِ عامہ کا موجب ہے۔ اور لاش کو ایک بند کمرے میں کتوں کے آگے ڈال دینا بدبو پھیلاتا ہے؟ ظاہر ہے۔ کہ عقلاً تو دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ مگر انسانی لاش کے احترام کا فطری احساس ہی اس کو کتوں کے آگے ڈالنے سے روکتا ہے۔ جو درحقیقت اُخروی زندگی کا دل کی زبان سے اقرار ہے۔ (باقی)

درخواست دعا

میرے بیٹے عزیز عبد المالک مسکنہ لاہور چھاؤنی کی تقریب شادی مورخہ ۲۶ اپریل ۵۴ء کو عمل میں آئی۔ احبابِ کرام کی خدمت میں دعا کی التماس ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دینی اور دنیوی لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

خاکسار احمد دین۔
لاہور چھاؤنی

مجھے اختر علی خان نے بتایا تھا کہ مسٹر دولتانہ نے اس تحریک کیلئے روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے

(داؤد غزنوی)

یہ چیز واضح ہوگئی ہے کہ خواجہ ناظم الدین اور مسٹر دولتانہ کے درمیان زبردست رسہ کشی ہو رہی تھی

احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان عقائد کے اختلافات تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا پانچواں اور چوتھا باب

کوئی اور چیز

مرکزی حکومت کی طرف سے فیصلہ نہ کرنے اور تذبذب کی پالیسی کئی ماہ تک جاری رہی جس کا صوبہ کی صورت حال پر اثر پڑا۔ یہ درست ہے کہ امن وقانون برقرار رکھنا صوبائی فرائض میں شامل ہے لیکن ایسی صورتوں میں جب ساری آبادی مذہبی جنون میں مبتلا ہو چکی ہو قانونی اور انتظامی مشینری کو حرکت میں لانے کے علاوہ بھی کسی "چیز" کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔

یہ "چیز" پنجاب میں موجود نہیں تھی اور کراچی میں کسی نے اس کا خیال نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طوفان بڑھتا رہا۔ اور آخر یہ پوری شدت کے ساتھ پھٹ پڑا۔ اس طوفان کو روکنے یا اس سے عہدہ برآ ہونے کا صحیح وقت وہ تھا جب خواجہ ناظم الدین کو ڈائریکٹ ایکشن کا الٹی میٹم دیا گیا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو خواجہ ناظم الدین نے اسے ذہنی دھمکی خیال کیا۔ اور یا انہوں نے علماء پر اپنے ذاتی اثر پر بھروسہ کیا۔ مسٹر دولتانہ کے خلاف تحریری بیانات، زبانی شہادتوں اور دلائل میں الزام عائد کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے سیاسی بالاتری حاصل کرنے کے لئے ایجی ٹیشن چلائی۔ چنانچہ مسٹر فضل الٰہی نے ایک مرحلہ پر یہ بتانے کی کوشش کی کہ مسٹر دولتانہ نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی سیاست میں ایسا کھیل کھیل رہے تھے۔ جس سے ان کا مقصد یہ تھا۔ کہ خواجہ ناظم الدین کو اقتدار سے محروم کرکے اپنی قیادت میں مرکزی حکومت قائم کریں اور پاکستان کو ایک کمیونسٹ ملک بنا ڈالیں۔ ہم اس سلسلہ میں ساری شہادت کا بڑی احتیاط کے ساتھ مطالعہ کیا ہے۔ لیکن ہم یہ خیال نہیں کرتے کہ ابتدائی مراحل میں ایجی ٹیشن چلانے یا اس کی حوصلہ افزائی کرنے میں مسٹر دولتانہ کے پیش نظر کوئی ایسا مقصد تھا۔ یہاں ان کی پوزیشن تسلی بخش تھی۔ پاکستان کی وزارت عظمیٰ کا تخت ان کی پہنچ سے [illegible] ہے۔ اور ہم نہیں سمجھتے۔ کہ اس عہدہ میں مسٹر دولتانہ کے لئے کوئی کشش ہو سکتی تھی۔ ہم یہ خیال بھی نہیں کرتے۔ کہ مسٹر دولتانہ اس قدر جاہ طلب تھے کہ وہ ختم نبوت کے مسئلہ پر بین الاقوامی سیاست میں کوئی کھیل کھیل رہے تھے۔ ہمیں یہ امکانات بعید از قیاس نظر آتے ہیں۔ اور ان کا تعلق ایسے امور سے ہے جنہیں ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شروع ہی میں یہ محسوس کر لیا تھا۔ کہ طوفان اٹھ رہا ہے اور اس کی شدت میں اضافہ ہو کر رہے گا۔ وہ بھی خواجہ ناظم الدین کی طرح علماء سے متصادم ہونے سے گریزاں تھے۔ لیکن جہاں خواجہ ناظم الدین نے اُٹھتے ہوئے طوفان پر قابو پانے کا کوئی طریقہ معلوم کرنے کے لئے انسانی فراست پر تکیہ کیا وہاں مسٹر دولتانہ نے بھانپ لیا۔ کہ ایسے معاملات میں انسانی فراست پر پورا اعتبار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ایسے مسائل ان تدابیر سے حل ہوا کرتے ہیں جو آفاقی اجتماع سے [illegible] سمجھے کہ طوفان آرہا ہے۔ لیکن وہ خواجہ ناظم الدین کی طرح یہ محسوس نہ کرسکے۔ کہ اگر وہ اپنا صدریت میں دبا لیں تو یہ طوفان گذر جائے گا۔ طوفان کی آمد آمد کے واضح آثار دیکھتے ہوئے طوفان سے محفوظ رہنے کا واحد راستہ یہ تھا۔ کہ ممکن ہو۔ تو وہ طوفان کا رخ بدل ڈالیں۔

اختر علی خان کا بیان!

ہمارے پاس اس امر کی بھی کافی شہادت موجود نہیں۔ کہ مسٹر دولتانہ نے جان بوجھ کر تحریک چلائی یا آل مسلم پارٹیز کی ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کی لاہور کنونشن سے پہلے اس کی حوصلہ افزائی کی۔ اس عدالت میں پیش ہونے سے پہلے مولانا اختر علی خان نے دو بیانات دیئے۔ ایک اپنے مقدمہ کے دوران میں فوجی عدالت کے سامنے اور دوسرا ۲۱ اپریل ۱۹۵۳ء کو موجودہ وزیر اعلیٰ کے روبرو اپیل کی صورت میں انہوں نے کہا۔ کہ مسٹر دولتانہ سے جن کے ساتھ ان کے تعلقات نہایت خوشگوار رکھتے ہیں ایک سے زیادہ بار انہیں ہدایت کی۔ کہ تحریک کو مرکزی حکومت کے خلاف چلایا جائے۔ اور حکومت پنجاب کو اس سے الگ تھلگ رکھا جائے۔ اور فوجی عدالت کے سامنے انہوں نے جو بیان دیا تھا۔ اس میں ماسٹر تاج الدین انصاری کے ساتھ ایک گفتگو کا بھی حوالہ دیا تھا جس میں ماسٹر انصاری نے کہا تھا۔ کہ مسٹر دولتانہ نے احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈا کے متعلق رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ اسی بیان میں مولانا اختر علی خان نے آگے چل کر کہا۔ کہ ماسٹر تاج الدین انصاری اور مولانا ابو الحسنات نے انہیں مطلع کیا تھا۔ کہ ۲۶ فروری کو لاہور میں ہڑتال بر سر اقتدار لوگوں نے منظم کی تھی۔

مولانا داؤد غزنوی نے بھی فوجی افسروں کے سامنے اسی قسم کے الزامات مسٹر دولتانہ پر لگائے تھے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ ایک بار مولانا اختر علی خان نے انہیں بتایا تھا۔ کہ مسٹر دولتانہ نے اس تحریک کے لئے روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور ایک دوسرے موقع پر مجھے بعض رضاکاروں نے جن میں مولانا ابو الحسنات اور ماسٹر تاج الدین بھی شامل تھے مطلع کیا تھا۔ کہ وہ کراچی میں تحریک چلانا چاہتے ہیں۔ اس کی وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے کہا تھا۔ کہ راست اقدام کی تحریک لاہور میں وزیر اعلیٰ کے مشورہ کے بغیر شروع نہیں کی جا سکتی مولانا داؤد غزنوی نے اپنے بیان میں مزید کہا تھا کہ مولانا ابو الحسنات اور ماسٹر تاج الدین انصاری کی باتوں کی تصدیق کے بعد مولانا اختر علی خان نے مجلس عمل کے اجلاس میں تسلیم کر لیا تھا۔ کہ مسٹر دولتانہ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ کہ احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں پنجاب میں کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئے گی۔ تحقیقات کے دوران میں ہم نے مسٹر دولتانہ کی گفتگو کے متعلق ان سے استفسار کیا۔ لیکن انہوں نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ اس لئے فوجی عدالت کے سامنے دیا ہوا سابق بیان معتبر شہادت نہیں۔ مولانا اختر علی اور مولانا داؤد غزنوی کے بیانات کے باقی حصے سنی سنائی باتوں پر مشتمل ہیں۔ اس لئے قابل اعتماد نہیں۔ مسٹر دولتانہ کے خلاف دوسری شہادت مولانا احسن اصلاحی کا بیان اور مولانا مودودی کا تحریری بیان ہے۔ لیکن یہ بیان اور [illegible] ذاتی رائے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ اور [illegible] غیر متعلق ہیں۔ ہم اس سے ان دونوں شہادتوں پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ڈاکٹر عنایت اللہ سلیمی کی وہ شہادت کہ مولانا غلام غوث ہزاروی نے انہیں ایک بار بتایا تھا۔ کہ تحریک کو مسٹر دولتانہ کی حمایت حاصل ہے غیر متعلق اور سنی سنائی بات ہے۔

بنیادی اصول کی رپورٹ

خواجہ ناظم الدین نے بتایا کہ مسٹر دولتانہ پنجاب کے نمائندوں کے تقرر کے ذریعہ مرکزی حکومت پر کنٹرول کرنا چاہتے تھے۔ خواجہ ناظم الدین کو یہ خیال اس وقت پیدا ہوا جب مساویانہ نمائندگی کے مسئلہ پر ان میں اور مسٹر دولتانہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ بنیادی اصول کی کمیٹی کی رپورٹ نہیں دسمبر میں جاکر شائع ہوئی اس لئے یہ بعید از قیاس ہے۔ کہ اشاعت سے پہلے [illegible] اس کو ذہن میں رکھنا ممکن نہ تھا۔ رپورٹ کی اشاعت کے بعد مساویانہ نمائندگی کے مسئلہ پر پنجاب اور بنگال کا تنازعہ نمایاں صورت اختیار کر گیا [illegible] کی نمائندگی مسٹر دولتانہ نے کی اور بنگال کی قیادت خواجہ ناظم الدین کر رہے تھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تنازعہ دونوں شریف آدمیوں کے درمیان بغض کا باعث بن گیا۔ خواجہ ناظم الدین کہتے ہیں کہ مسٹر دولتانہ نے بنیادی اصول کی کمیٹی کی رپورٹ پر دستخط کئے۔ جس میں مساویانہ نمائندگی کی تجویز موجود تھی لیکن مسٹر دولتانہ کا بیان یہ ہے۔ کہ انہوں نے غیر معتبر تجویز پر منظوری نہیں دی۔ اور بنیادی اصول کی رپورٹ پر نامنظوری کے نوٹ کے ساتھ دستخط کئے۔ صحیح صورت حال کچھ بھی ہو ہمارے پاس دستاویز موجود نہیں جس سے اندازہ ہو سکے کہ کس کا نظریہ درست ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ رپورٹ کی اشاعت کے بعد مسٹر دولتانہ نے پنجاب کی حمایت میں مضبوط موقف اختیار کیا۔ اور رائے عامہ کو اس کے حق میں ہموار کیا۔

خواجہ ناظم الدین کا دیرا معاملہ یوں ہے۔ کہ جب انہوں نے رائے عامہ سے آگاہی کے لئے پنجاب کا دورہ کیا تو متعدد وفود ان سے ملاقی ہوئے۔ جن کو مسٹر دولتانہ کی طرف سے ہدایات دی گئی تھیں اور ان کی موجودگی میں جو دلائل دیئے گئے۔ وہ ایک ہی طرح کے تھے۔ انہوں نے الزام لگایا ہے۔ کہ یہ تقریریں تمام وفود کو مسٹر دولتانہ کی طرف سے دی گئی تھیں۔ اس سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے۔ کہ خواجہ ناظم الدین اور مسٹر دولتانہ کے درمیان زبردست رسہ کشی ہو رہی تھی۔ اور عین ممکن ہے کہ مسٹر دولتانہ نے سوچا ہو کہ خواجہ ناظم الدین کے سبکدوش ہو جانے سے شاید یہ تجویز بہتر صورت اختیار کرے۔ اور اسی خیال سے شاید انہوں نے خواجہ ناظم الدین کو تکلیف میں الجھایا ہو۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔ تحریک کا رخ کراچی کو پھیرنے کی پالیسی پر رپورٹ کی اشاعت سے پہلے ہی مسٹر دولتانہ گامزن تھے۔ اور ہمارے سامنے اس قسم کی کوئی شہادت موجود نہیں۔ کہ رپورٹ کی اشاعت کے بعد انہوں نے تحریک کے منتظموں یا علماء کو تحریک تیز کر دینے کی ہدایات دی ہوں۔ رپورٹ کی اشاعت سے پہلے علماء متعدد بار خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کر چکے تھے۔ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی ہڑتالیں جس میں [illegible] کی قراردادیں اور الٹی میٹم بھی شامل تھے۔ مسلسل جد وجہد کی پیداوار تھے۔ جن کا وہ پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے لیکن متذکرہ بالا نتائج مسلم لیگ کے خلاف ہماری اس تحقیق کی تردید نہیں کرتے کہ لاہور میں

آل مسلم پارٹیز کنونشن کے بعد بالخصوص مسلم لیگ کی ۲۷ جولائی کی قرارداد کے بعد مسٹر دولتانہ کی مسلسل یہ پالیسی رہی - کہ تحریک کا رُخ کراچی کی طرف موڑا جائے - تاکہ پنجاب کو اس کی زد سے بچایا جائے یہ نتیجہ خود مسلم لیگ کی قرارداد کے مندرجات مسٹر دولتانہ کی اپنی تقریروں جن میں ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کا بیان بھی شامل ہے - مسٹر انور احمد ڈائرکٹر تعلقات عامہ کی سرگرمیوں اور دوسری اتفاقی شہادت پر مبنی ہے -

مناسب تشبیہ

خواجہ ناظم الدین نے مسٹر دولتانہ کے رویہ کی شکایت کرتے ہوئے اپنے بیان میں یہ نہایت مناسب تشبیہ دی ہے کہ مسٹر دولتانہ چاہتے تھے کہ "میں یہ بچہ اپنی تحویل میں رکھوں"۔ اگر مطالبات کا ایک بچہ سے موازنہ کیا جائے - تو ذمہ داری کا سارا موضوع اس ایک فقرہ میں پیش کیا جا سکتا ہے - کہ احرار نے ایک بچہ کو جنم دے کر اسے پرورش کے لئے علماء کے حوالہ کر دیا جنہوں نے اس بچہ کا باپ بننا منظور کر لیا - مسٹر دولتانہ نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگر اس بچہ کی نشوونما صوبہ میں ہوئی - تو یہ شرارت پیدا کرے گا - اُسے ایک نہر کے کنارے پھینک دیا - یہ نہر میر نور احمد کی امداد سے کھودی گئی - اور اس کی آبیاری اخبارات اور خود مسٹر دولتانہ نے کی - تاکہ اس نہر کا رُخ خواجہ ناظم الدین کی طرف ہو جائے - خواجہ ناظم الدین نے اس بظاہر خوبصورت بچے کے چہرے پر ایک خطرناک تیوری دیکھ اسے اپنی گود میں لینے سے انکار کر دیا - اور اسے دور پھینک دیا نتیجہ یہ ہوا - کہ بچہ نے ایڑیاں رگڑیں اور ایسا اودھم مچایا جس نے سارے صوبہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا - اور خواجہ ناظم الدین اور مسٹر دولتانہ دونوں کو اپنے عہدوں سے ہٹا دیا - یہ بچہ ابھی زندہ ہے اور اس امر کا منتظر کہ کوئی اسے اُٹھا لے - اور مملکت خداداد پاکستان میں ہر شخص کے لئے کوئی نہ کوئی کاروبار رہا ہے - سیاسی ڈاکوؤں کے لئے طالع آزماؤں کے لئے ایسے افراد کے لئے جو لاشے محض ہیں معروف دو اشخاص ہمارے سامنے ایسے آئے - جنہوں نے اپنے لئے اس قسم کے کاروبار منفعت کو قبول کرنے سے انکار کیا - ایک وزیر بحالیات سردار بہادر خان اور دوسرے مسٹر حمید نظامی مدیر "نوائے وقت" انہوں نے اس بچہ کو عواقب سمیت مسترد کر دیا -

چوتھا باب

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے چوتھے باب "مقاصد" کا ترجمہ درج ذیل

کیا جاتا ہے :-

اس باب میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافی عقائد کا تذکرہ ہے -

اس رپورٹ کے دوسرے حصہ میں تحریک احمدیت کے آغاز اور اس کے پیرووں کے مخصوص اصول و عقائد کا اجمالی تذکرہ کر چکے ہیں - یہاں ہم ان عقائد کا جائزہ زیادہ تفصیل سے لیں گے - تاکہ ہم مسلمانوں اور احمدیوں میں اختلافات کو بہتر طریق پر سمجھ سکیں -

ختم نبوت

پہلا اختلاف جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب کے منصب کے متعلق ہے - مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا - مسلمانوں کے نزدیک اس دعوے نے انہیں دائرہ اسلام سے بالکل خارج کر دیا - ایک ایسی حدیث میں جسے تقریباً سبھی صحیح تسلیم کرتے ہیں - یہ آیا ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث کئے - مسلمانوں کا خیال ہے کہ رسول اکرم اس سلسلے کی آخری کڑی ہیں جس کا ذکر قرآن انجیل اور تورات میں آیا ہے - کہا جاتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت یعنی یہ عقیدہ کہ نبوت کا سلسلہ رسول اکرمؐ کی وفات پر ختم ہو گیا اور کوئی نیا نبی آپ کے بعد ظاہر نہیں ہوگا - قرآن کریم کی ان آیات سے مستنبط ہوتا ہے -

(۱) آیۂ خاتم النبیین سورۃ ۳۳ آیت ۴۰

"محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں - اور اللہ تعالیٰ کو ہر بات کا پورا علم ہے"۔

(۲) آیۂ میثاق النبیین سورۃ ۳ آیت ۸۱

"دیکھو! اللہ نے نبیوں سے یہ عہد لیتے ہوئے کہا - کہ میں تمہیں کتاب و حکمت دیتا ہوں پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے گا - جو تمہیں ملنے والی چیز کی تصدیق کرے گا تم اس پر ایمان لاؤ - اور اس کی اعانت کرو - اللہ تعالیٰ نے پوچھا - کہ کیا تم یہ مانتے ہو - اور میرے میثاق کی پابندی کا عہد کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا "ہاں ہم مانتے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے کہا وہ پھر گواہ رہو - اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں میں سے ہوں"۔

(۳) آیۂ تکمیل الدین سورہ ۵ آیت ۳

"الیوم یاس نہیں لا کے ہیں انہوں نے تمہارے دین کی تمام امیدیں ترک کر دی ہیں - تم ان سے مت ڈرو مجھ سے ڈرو - آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے - اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے - اور تمہارے لئے دین کی حیثیت سے اسلام کو منتخب کیا ہے"۔

اس کے علاوہ متعدد احادیث سے بھی استناد کیا جاتا ہے - اور آیات کی مستند تفسیریں شروع کے دور سے اب تک جو لکھی گئی ہیں - ان میں کہا گیا ہے - کہ رسول اکرمؐ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا - اس سلسلہ میں عربی - فارسی اور اُردو کے نامور شعراء کے بعض اشعار اور اس موضوع پر رسائل و کتب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے -

اس کے برعکس جماعت احمدیہ کے فاضل وکیل مسٹر عبدالرحمٰن خادم ذیل کی چار آیات سے استدلال کرتے ہیں :-

(۱) سورہ ۴ آیت ۷۰ :-

"جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں - وہ سب ان کی صحبت میں ہیں - جن پر اللہ کی رحمت ہے - یعنی نبیوں (سکھانے والوں)، کی - صدیقوں (راستی پسندوں)، کی - شہداء (تصدیق کرنے والوں)، کی اور صالحین (نیکوکاروں)، کی - آہ - کیا ہی اچھی صحبت ہے !

(۲) سورۃ ۵۷ آیت ۱۹ :-

"جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں - وہ اپنے رب کی نگاہ میں صدیق اور شہید ہیں - انہیں اس کا اجر اور نور ملے گا - لیکن جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے - اور ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں - وہ دوزخ کی آگ والے ہیں"۔

(۳) سورۃ ۷ آیت ۳۵ :-

"اے بنی آدم! جب کبھی تمہارے پاس تم میں سے کوئی رسول آئے - جو میری نشانیاں تمہیں پڑھ کر سنائے - تو جو نیکوکار ہیں - اور اپنی اصلاح کر لیتے ہیں - اُن کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا نہ کوئی غم"۔

(۴) سورۃ ۲۳ - آیت ۵۱ :-

"اے گروہ رسل! تمام اچھی اور پاکیزہ چیزوں سے لطف اندوز ہو - اور نیکی کرو - کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو میں اس سے پوری طرح آگاہ ہوں"۔

نبوت کی نوعیت

استدلال کے ایسے طریق سے جس کی یہاں تشریح کی احتیاج نہیں - کیونکہ ہم سے نہ کہا گیا ہے نہ یہ فرض کیا گیا ہے - کہ ہم کسی ایک تشریح کے صحیح ہونے کے بارے میں کچھ کہیں - ان قرآنی آیات سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی جاتی ہے - کہ مستقبل میں یعنی رسول اکرمؐ کے بعد ایسے افراد آئیں گے - جن کیلئے نبی یا رسول کا لفظ استعمال کیا جا سکیگا - اس استدلال کو قوی تر بنانے کیلئے احادیث اور بعض مفسروں اور ایسے افراد کی تحریروں کے حوالے دیئے گئے ہیں - جن کا روحانی طور پر اعلیٰ درجہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے - اگرچہ اس سے انکار نہیں کیا جاتا - کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال

کیا تاہم یہ کہا جاتا ہے - کہ کیا انہوں نے یہ لفظ ایک خاص معنی میں استعمال کیا ہے نہ کہ اصطلاحی معنی میں یعنی اس لحاظ سے نبی نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی نیا پیام لائے ہوئے ہوں جو اپنی نوعیت کے کسی پہلے پیام کی تنسیخ - ترمیم یا اس میں اضافہ پر مشتمل ہو - ان کا دعویٰ نبوت تشریعی نہیں محض ظلی یا بروزی نبوت کا تھا - اس کے برعکس دوسرے فریق یہ کہتے ہیں - کہ بروز یا ظل کے تصور سے جسے انگریزی میں INCARNATION یا حلول کہا جا سکتا ہے اسلامی عقیدہ - ناآشنا ہے جو شخص کہتا ہے کہ اس کو وحی نبوت ہوتی ہے وہ ایک نئی اُمت کو وجود میں لانے والا ہے اور اس حیثیت سے خود بخود دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے - مرزا غلام احمد صاحب اور جماعت احمدیہ کے موجودہ امام کی متعدد تحریروں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مرزا صاحب نے ایسی وحی و الہام پانے کا دعویٰ کیا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اب تک پیغمبروں کے لئے مخصوص رکھا ہے اسلئے سوال یہ رہ جاتا ہے کہ کیا مرزا صاحب نے کبھی ایسی وحی کا مورد ہونے کا دعویٰ کیا ہے - جسے وحی نبوت قرار دیا جا سکے - ماضی میں جب کبھی کسی نبی کا ظہور ہوا اس نے ان لوگوں پر جن میں وہ ظاہر ہوا ایک خاص فریضہ عائد کیا ہے اور رسول اکرمؐ نے تو یہ فریضہ ساری انسانیت پر عائد کیا - کہ وہ اس کے دعویٰ کا امتحان کرکے اس پر ایمان لائیں - لیکن اگر وہ اس کی نبوت پر ایمان نہ لائے تو تذبذب میں رہے تو یہ چیز انہیں بعض اُخروی سزاؤں کا مستوجب بنا دیگی اسلئے لوگوں کے لئے یہ ضروری ہو جاتا رہا ہے - کہ اس پر ایمان لائیں یا اس کے دعویٰ کو جھٹلائیں اس پر ایمان لانے یعنی اس کے دعوے کو قبول کرنے سے ایک نیا مذہبی گروہ وجود میں آتا ہے - جسے ایک طرف پہلا گروہ برادری سے خارج خیال کرتا ہے - دوسری طرف اس گروہ کے افراد اپنے سوا تمام لوگوں کو اس دائرے سے خارج تصور کرتے ہیں -

موجودہ موقف

مرزا غلام احمد صاحب نے اگرچہ اپنا ہاتھ لوگوں کی طرف اسی ہدایت کے ساتھ بڑھایا کہ وہ انہیں نبول کریں - تاہم یہ سوال اپنی جگہ قائم ہے - کہ انہوں نے اپنی وحی کیلئے ایسی وحی نبوت کے درجے کا دعویٰ کیا یا نہیں جسے نہ ماننے کے بعض روحانی اور اُخروی نتائج و عواقب ہوتے ہیں - احمدیوں اور ان کے موجودہ امام نے ہمارے سامنے پورے غور و خوض کے بعد یہ موقف اختیار کیا ہے کہ انہوں نے یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا - لیکن دوسرا فریق پُر زور انداز سے اس پر اصرار کرتے ہیں - کہ انہوں نے ایسا کیا - احمدیہ کی کتابوں میں جن میں مرزا صاحب اور جماعت کے موجودہ امام کی بعض کتابیں بھی شامل ہیں - بعض ایسے اشارے پائے جاتے ہیں - جو دوسرے فریق کے نکتہ کی تائید کرتے ہیں - لیکن ہمارے سامنے اب یہ واضح موقف اختیار کیا گیا ہے - کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے آپ نبی محض اس وجہ سے کہتے تھے - کہ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز ربوہ)

وصیت نمبر ۱۳۸۱ الف منکہ رسول بی بی زوجہ چوہدری بشیر احمد قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۸۲ الف فتح ڈاکخانہ چک ۸۳ براستہ حاصل پور منڈی ضلع بہاولپور صوبہ ریاست بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر مبلغ ۱۰۰/- روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ مال بھینس قیمت مبلغ ۱۵۰/- روپیہ ہے۔ کل میزان مبلغ ۲۵۰/- روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامتہ:۔ نشان انگوٹھا رسول بی بی موصیہ گواہ شد:۔ نشان انگوٹھا چوہدری بشیر احمد خاوند موصیہ مذکور۔ گواہ شد:۔ شیخ بشیر احمد انسپکٹر وصایا ریاست بہاولپور۔

وصیت نمبر ۱۳۸۱۹ منکہ منظورہ بیگم زوجہ محمد طفیل قوم کھرل پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھٹی والہ تحصیل لودھراں حال بہاولپور خاص ڈاکخانہ بغداد الجدید بہاولپور ضلع بہاولپور صوبہ ریاست بہاولپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۳/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے زیور طلائی وزن ایک تولہ جس کی قیمت یکصد دو روپیہ ہے ہیں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامتہ:۔ منظورہ بیگم گواہ شد:۔ حکیم بشیر احمد انسپکٹر بیت المال۔ ریاست بہاولپور۔ گواہ شد:۔ محمد طفیل خاوند موصیہ مذکور۔ گواہ شد:۔ ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۳۸۲۲ منکہ بشیر احمد ولد چوہدری علی محمد خاں قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۸۲ فتح الف چک ۸۳ فتح براستہ منڈی حاصل پور ضلع بہاولپور صوبہ ریاست بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ والد صاحب بزرگوار بفضل خدا زندہ ہیں۔ منقولہ جائیداد ایک راس گائے دو راس بیل جن کی قیمت مبلغ ۴۰۰/- روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ جو کاشتکاری کرتا ہوں اس کی آمد سالانہ ۴۰۰/- روپے ہے۔ میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا بشیر احمد موصی۔ گواہ شد حکیم بشیر احمد انسپکٹر بیت المال ریاست بہاولپور گواہ شد:۔ نشان انگوٹھا علی محمد صاحب موصی مذکور

وصیت نمبر ۱۳۸۲۳ منکہ اللہ رکھا نمبردار ولد چوہدری شاہ محمد قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن چک ۸۲ الف فتح ڈاکخانہ ۸۳ فتح براستہ منڈی ہارون آباد ضلع بہاولپور صوبہ ریاست بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری موجودہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ واقعہ موضع کوٹلی پور ضلع سیالکوٹ اراضی چاہی ۱۲ کنال جس کی قیمت مبلغ ۲۰۰/- روپیہ دا فتح چک ۸۲ الف ریاست بہاولپور ضلع بہاولپور اراضی ۱/۱۲ ایکڑ نہری جس کی قیمت مبلغ پانچہزار روپیہ ہے۔ کل میزان ۵۲۰۰/- روپیہ ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسکے علاوہ نصف مربع نمبرداری کا ہے اس کی آمد سالانہ تقریباً ۲۵۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہوں گا۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا اللہ رکھا نمبردار

گواہ شد:۔ حکیم بشیر احمد انسپکٹر بیت المال ریاست بہاولپور۔

گواہ:۔ محمود احمد سکرٹری مال چک ۸۲ فتح الف ریاست بہاولپور

نے انہیں نبی کے لفظ سے خطاب کیا ہے۔ مگر وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے نہ انہوں نے پہلی شریعت کو منسوخ یا اس میں کچھ اضافہ کیا ہے اور نہ ان کی وحی پر ایمان نہ لانے سے کوئی شخص اسلام کے دائرے سے خارج ہی ہو جاتا ہے۔

ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ یہ فیصلہ دینا ہمارا کام نہیں کہ احمدی دائرہ اسلام میں شامل ہیں یا نہیں۔ ہم نے اس مسئلہ کا حوالہ صرف اس غرض کے لئے دیا ہے تاکہ ان اختلافات کی تشریح کر سکیں۔ جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مبینہ طور پر پائے جاتے ہیں اور اس کا فیصلہ ہم غیر احمدیوں پر ہی چھوڑتے ہیں کہ وہ احمدیوں کو مسلمان سمجھیں یا نہ سمجھیں

مسیحیات

فریقین میں دوسرا اہم اختلاف حضرت عیسےٰؑ کو صلیب پر چڑھانے کے واقعہ اور قیامت سے قبل ان کے دوبارہ ظہور پر ہے۔ اس بارہ میں کم از کم چار مختلف نظریات ہیں۔

(۱) مسلمانوں کے اکثر فرقوں کا یہ نظریہ کہ حضرت عیسےٰؑ نے صلیب پر وفات نہیں پائی۔ وہ چوتھے آسمان پر زندہ ہیں۔ جہاں سے وہ حشر سے پہلے دنیا پر اتریں گے۔ اور ان کا یہ نزول قرب قیامت کی نشانی ہوگا۔

(۲) احمدیوں کا یہ نظریہ کہ حضرت عیسےٰؑ کو صلیب سے بچا لیا گیا۔ اور ان کے پیروکاروں نے ان کی نگہداشت کرکے ان کے زخم اچھے کر دیئے۔ اس کے بعد وہ کشمیر چلے آئے جہاں قدرتی موت پائی۔ جس ہستی کے متعلق وعدہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ یوم قیامت سے پہلے آئے گی وہ حضرت عیسےٰؑ کی ہم صفت اور مثیل ہوگی۔ یہ ہستی مرزا غلام احمد صاحب تھے۔

(۳) یہ نظریہ کہ حضرت عیسےٰؑ نے صلیب پر وفات پائی۔ مگر قیامت سے قبل وہ قبر سے اٹھیں گے۔

(۴) یہ نظریہ کہ انہوں نے صلیب پر وفات پائی۔ اور ان کا یا ان کے کسی مثیل کا ظہور نہیں ہوگا۔

آیات قرآنی کی شہادت

قرآن کریم میں اس موضوع سے متعلق جو آیات آئی ہیں وہ یہ ہیں۔

ا۔ سورۃ ۴۳ آیات ۵۷ تا ۶۱

"۵۷۔ جب مسیح ابن مریم کی مثال دی جاتی ہے تو دیکھو لوگ (اس کا مذاق اڑانے کے لئے) شور مچاتے ہوئے اٹھتے ہیں۔"

"۵۸۔ اور کہتے ہیں ہمارے دیوتا اچھے ہیں یا وہ؟ یہ بات تم سے وہ صرف بحث کی خاطر کہتے ہیں۔ ہاں وہ جھگڑالو اشخاص ہیں۔"

"۵۹ وہ ایک بندہ تھا اور بس ہم نے اس پر فضل کیا۔ اور اسے بنی اسرائیل کے لئے مثال بنا دیا۔"

"۶۰۔ اگر ہماری مرضی ہوتی تو ہم تم میں سے فرشتے بنا سکتے تھے۔ جو دنیا میں یکے بعد دیگرے جانشین بنتے۔"

"۶۱ اور وہ (مسیح) ساعت (قیامت) کی آمد کی نشانی ہوگا۔ اس لئے ساعت کے بارے میں شک نہ کرو۔ بلکہ میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔"

(ب) سورہ ۵ آیت ۱۲۰

"میں نے ان سے اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا۔ یعنے اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا اور تمہارا سب کا معبود ہے"۔ جب تک میں ان میں رہا۔ میں ان پر گواہ تھا۔ لیکن جب تو نے مجھے اوپر اٹھا لیا پھر تو ہی ان کا نگران تھا۔ اور تو ہر شے کا گواہ ہے۔

ج۔ سورۃ ۳ آیات ۵۵، ۱۴۴

"۵۵" دیکھو اللہ تعالےٰ نے کہا میں اب تجھے لوں گا اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور ان سے رستگاری دلاؤں گا۔ جو بہتان طرازی کرتے ہیں مگر جو تیری اتباع کرتے ہیں۔ میں انہیں ان پر قیامت تک کے لئے برتری دونگا۔ جو ایمان کی تکذیب کرتے ہیں۔ پھر تم سب لوٹ کر میرے پاس آؤ گے۔ اور جن معاملات میں تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ ان کے متعلق میں تم میں فیصلہ کروں گا۔"

"۱۴۴ محمد ایک رسول ہیں اور بس۔ ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں۔ اگر وہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں۔ تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اگر کوئی الٹے پاؤں پھرا۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کو ذرہ برابر نقصان بھی تو نہ پہونچائے گا۔ لیکن اللہ جلد ہی ان کو بدلہ دے گا۔

د۔ سورۃ ۴ آیت ۱۵۷۔ ۱۵۸

۱۵۷ "کہ انہوں نے کہا ہم نے اللہ کے رسول عیسےٰ بن مریم کو مار ڈالا۔ لیکن انہوں نے اسے مار نہیں ڈالا نہ اسے سولی ہی دی۔ البتہ انہیں ایسا ہی دکھایا گیا۔ اس بارے میں جو اختلاف کرتے ہیں وہ شک سے بھرے ہوئے ہیں۔ انہیں کوئی یقینی علم نہیں۔ یہ صرف ظن وتخمین ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ انہوں نے اسے مار نہیں ڈالا تھا۔"

۱۵۸ "نہیں اللہ نے اسے اپنے پاس اٹھا لیا اور اللہ تعالےٰ قدرت اور حکمت والا ہے۔"

غیر احمدی مسلمان ان آیات کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہو کہ حضرت عیسےٰؑ صلیب پر نہیں مرے۔ انہیں ایک مرتی شکل دکھائی دی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰؑ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ وہاں ابھی تک وہ چوتھے آسمان پر بقید حیات ہیں۔ جہاں سے وہ قیامت سے پہلے نزول کریں گے۔ اس نظریئے کی تائید میں متعدد احادیث پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تاہم احمدی انہی آیات سے یہ مطلب لیتے ہیں کہ حضرت عیسےٰؑ صلیب پر تو نہیں لیکن پھر بھی قدرتی موت مرے۔ اور ان کے سے خصائل وشمائل والی ایک اور ہستی کی بعثت ہوگی۔ جو مرزا غلام احمد صاحب کی صورت میں ہو چکی ہے۔ اس نظریئے کی تائید میں وہ بعض مشہور علماء کی آراء بھی پیش کرتے ہیں۔ مسیح موعود جسے قیامت سے پہلے آنا ہے۔ حضرت عیسےٰؑ خود نہیں بلکہ ان کا کوئی مثیل ہے۔ مجلس عمل کی جانب سے مولانا مرتضےٰ احمد خاں میکش نے کہا ہے کہ احمدی ان اور ان جیسی دوسری آیات کی جو تفسیر کرتے ہیں وہ تاویل وتحریف ہے۔ جو کفر وارتداد کے مترادف ہے۔ اور یہ چیز غلط توجیہ کرنے والے کو حلال الدم والمال یعنے اسے واجب القتل اور اس کے مال واسباب کو لائق ضبطی ٹھہراتی ہے۔ یہ بحث تین الفاظ کے گرد گھومتی ہے۔ ایک لفظ مثلاً جو سورہ ۴۳ آیت ۵۷ میں استعمال ہوا ہے۔ دوسرا لفظ وفی جس کے مشتقات اوپر کی بعض آیات میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور تیسرے اس ضمیر کا مرجع جو سورۃ ۴۳ کی آیت ۶۱ کے لفظ انہ میں استعمال ہوئی ہے۔ (باقی)

تونس کی نیو دستور پارٹی کے سکرٹری جنرل کا بیان

کولمبو ۲۹ اپریل۔ تیونس کی نیو دستور پارٹی کے سیکرٹری جنرل صلاح الدین بن یوسف نے کولمبو میں کہا ہے کہ تیونس اور الجزائر کے عوام اپنی آزادی کے لئے ایشیا کے ملکوں سے امداد حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔ آپ تیونس کی آزادی میں ایشیائی ملکوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کئی ایشیائی ممالک کا دورہ کر چکے ہیں۔